اسلامی تہذیب کا علمی پہلو

اللہ تعالی نے قرآن مجید کی پہلی آیت نازل فرمائی جو علم کی اہمیت اور فضیلت پر دلالت کرتی ہے. ارشاد باری تعالی ہے ﴿ ٱقۡرَأۡ بِٱسۡمِ رَبِّكَ ٱلَّذِي خَلَقَ ١ خَلَقَ ٱلۡإِنسَٰنَ مِنۡ عَلَقٍ ٢ ٱقۡرَأۡ وَرَبُّكَ ٱلۡأَكۡرَمُ ٣ ٱلَّذِي عَلَّمَ بِٱلۡقَلَمِ ٤ عَلَّمَ ٱلۡإِنسَٰنَ مَا لَمۡ يَعۡلَمۡ ٥ ﴾ (العلق: ١ – ٥) "پڑھو (اے نبی ﷺ) اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا، جمے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھو، اور تمھارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا، انسان کو وہ علم دیا جسے وہ جانتا نہ تھا"۔

اسی طرح اللہ تعالی نے اہل علم کے مقام و مرتبہ کو بلند کیا ہے۔ اس کا ارشاد ہے: ﴿ يَرۡفَعِ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ مِنكُمۡ وَٱلَّذِينَ أُوتُواْ ٱلۡعِلۡمَ دَرَجَٰتٖۚ ١١ ﴾ (المجادلة: ١١) "تم میں سے جو ایمان رکھنے والے ہیں اور جن کو علم بخشا گیا ہے اللہ ان کو بلند درجے عطا فرمائے گا"۔

حضور اکرم ﷺ نے حصول علم کی سعی کی فضیلت اس طرح بیان کی ہے: «مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ » (بخاری ابوداود ترمذی اور ابن ماجہ) "جو شخص طلب علم کے لئے کسی راستے پر چلتا ہے اللہ اس کی برکت سے اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے"۔

آپ ﷺ نے مزید فرمایا «طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ » (ابن ماجہ) " علم کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے"

جب غزوہ بدر میں مشرکوں کو قیدی بنایا گیا تو آپ ﷺ نے انھیں اس شرط پر آزاد کیا کہ ان میں سے ہر ایک شخص دس صحابہ کرام کو لکھنا اور پڑھنا سکھائے۔ مسلمانوں نے ہر زمانے میں علم و معرفت کے حصول کا اہتمام کیا۔ اسی لئے انہوں نے ہمارے لئے ایک عظیم تہذیبی سرمایہ چھوڑا ہے جس سے تہذیب کے ہر میدان میں ان کی برتری اور تفوق کا احساس ہوتا ہے۔ اسلام نے علم حاصل کرنے کے لئے چند ذرائع کا اہتمام کیا ہے، وہ یہ ہیں۔

مساجد:

مسجد وہ پہلی درسگاہ ہے جس نے مسلمانوں کے لئے علم و معرفت کی قندیل روشن کی۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ ہجرت کرنے کے بعد سب سے پہلے مسجد کی تعمیر کی، جس سے مسلمانوں کی زندگی میں اس کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ مسلمانوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ مسجد ہی وہ پہلا مرحلہ ہے جس نے تہذیب کی تعمیر اور اسے بام عروج پر پہونچانے میں مدد کی۔ مسجد مسلمانوں کی اجتماع گاہ تھی۔ وہ اس میں اکٹھا ہوتے اور دینی و دنیاوی امور پر تبادلہ خیال

کرتے۔ اس میں ذکر واذکار کے حلقے قائم ہوتے۔ چھوٹا بڑا ہر مسلمان مسجد میں قرآن کی تعلیم اور دینی امور کی جانکاری حاصل کرتا۔

جن مساجد کا اسلامی تہذیب کی تعمیر وترقی میں کلیدی رول رہا ہے وہ یہ ہیں، مکہ میں مسجد حرام، مدینہ میں مسجد نبوی، فلسطین میں مسجد اقصی، دمشق میں مسجد اموی، مصر میں مسجد عمرو بن عاص اور مسجد ازہر، تونس میں مسجد قیروان اور اس کے علاوہ بے شمار مساجد ہیں جنہوں نے اسلام کی خدمت کی، مسلمانوں کی تہذیبی شان وشوکت کو بلند کیا اور مسلمانوں کی کئی نسلوں کی تربیت کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تہذیب کی تعمیر وترقی سے مساجد کا گہرا ربط رہا ہے۔

مکاتب:

اس سے مراد وہ تعلیمی مکاتب ہیں جس میں لکھائی پڑھائی اور قرآنی تعلیم کا انتظام ہو، ان مکاتب میں علوم قرآن میں ماہر اساتذہ کی ایک ٹیم ہوتی تھی جو بچوں کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری انجام دیتی تھی۔ جب لوگوں کی تعداد زیادہ ہوگئی اور مسجدیں تنگ پڑنے لگیں تو مکتب تعلیمی سرگرمیوں کی تنظیم کے سلسلے میں پہلا مرحلہ تھا، یہ مکاتب تمام مسلمان ملکوں میں پھیل گئے۔ ان سے تعلیم کو بڑی ترقی حاصل ہوئی۔

لائبریریاں:

مسلمان حکمرانوں نے مختلف علوم وفنون میں نفع بخش کتابوں سے بھری ہوئی مختلف لائبریریاں قائم کیں۔ بغداد، دمشق اور قاہرہ کی شہرت ان کی لائبریوں سے ہوئی جس میں اسلامی علوم وفنون کے تمام اقسام سے متعلق مصادر اور مراجع کی کتابیں بھری پڑی تھیں، ان مکتبات میں جسے سب سے زیادہ شہرت ملی وہ **"دارِ حکمت"** ہے جسے دور فاطمی میں حاکم أمر اللہ نے ۳۹۵ ہجری میں قائم کیا تھا۔ اس میں بہت ساری کتابیں رکھی گئیں۔ اس میں کئی کمرے تھے، کچھ میں کلاسیں چلتی تھیں اور کچھ مطالعہ کے لئے خاص تھے، اس میں خوب نقش ونگار کیا گیا تھا، طلبہ کی خدمت کے لئے نوکر ہوتے تھے، کتابوں کی فہرست تھی جس سے طلبہ بآسانی کتابوں کو حاصل کرلیتے تھے۔ اس میں کتابوں کو عاریۃً لینے کا نظام تھا۔

مدارس:

مدارس کی تعداد بے شمار ہے جس میں کچھ مدرسے حکمرانوں اور ان کی اولاد کے لئے خاص تھے جس میں انھیں قیادت اور مناصب کی ذمہ داری انجام دینے کے قابل بنایا جاتا تھا، کچھ مدارس عام تھے جس میں مسلمان بچوں کو علوم وفنون کے مختلف اقسام کی تعلیم دی جاتی تھی۔

مختلف حکمرانوں نے اپنے اپنے دور میں بڑی عالی شان وشوکت والے مدرسے بنوائے۔ بغداد، اصفہان، بصرہ اور موصل وغیرہ میں ان مدارس کا جال بچھا ہوا تھا اور سب سے مشہور مدرسہ نور الدین محمود زنگی کا ہے جو دمشق کے

قریب میں واقع تھا۔ اسے مدرسہ نوریہ کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ اس کی تعمیر ۵۶۳ ہجری میں ہوئی اور اس کا رقبہ بہت بڑا تھا، اس میں کلاس روم تھے، مسجد تھی، اساتذہ کے لئے دو کمرے تھے، مدرسے کے خدام کی رہائش گاہ تھی، غسل خانہ اور بیت الخلاء تھا، بہت ہی پر شکوہ عمارت اور خوبصورت ڈیزائن کیوجہ سے اس کی الگ پہچان تھی۔ اس کا تعلیمی معیار بہت ہی بلند تھا۔

ان مدرسوں نے بڑے بڑے علماء پیدا کئے۔ بچوں کی صلاحیت اور قابلیت کا اندازہ لگانے کے لئے باقاعدہ امتحان ہوتا تھا۔ بچوں کی صلاحیت اور قابلیت کے لحاظ سے ان کی رہنمائی کی جاتی تھی، اساتذہ اور طلبہ کا بڑا گہرا رشتہ تھا، طلبہ کو – اور خاص کر ممتاز طلبہ کو – حوصلہ افزائی کی خاطر وظیفہ اور دوسری سہولیات دی جاتی تھیں، کھیل کود کا انتظام تھا، تفریحی مواقع حاصل تھے، مختلف جگہوں کی سیر کرائی جاتی تھی۔ بچوں کی جسمانی اور عقلی نشو و نما کا خاص اہتمام تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ بچیوں کی بھی تعلیم کا انتظام تھا اور انہیں اسی طرح کی تعلیم دی جاتی تھی جس طرح بچوں کو دی جاتی تھی۔